

اعجاز القرآن کے غیبی پہلو دورِ نبوی سے متعلق پیشین گوئیاں: ایک اجمالی جائزہ

THE UNSEEN ASPECTS OF THE MIRACLES OF THE QURAN: PROPHECIES REGARDING THE PROPHETIC ERA: A BRIEF OVERVIEW

1. Kashif Mehmood

kashifmehmoodkhakvi@gmail.com

Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies
& Arabic The University of Lahore.

2. Dr Hafiz Anas Nazar

anas.nazar@ais.uol.edu.pk

Associate Professor, Department of Islamic
Studies & Arabic The University of Lahore.

Vol. 03, Issue, 04, Oct-Dec 2025, PP:83-98

OPEN ACCES at: www.irjicc.com

Article History	Received	Accepted	Published
	15-10-25	03-11-25	30-12-25

Abstract

The Qur'an, as the final revelation of Allah, embodies numerous dimensions of divine miracle (I'jāz al-Qur'an), among which the aspect of unseen knowledge and fulfilled prophecies holds significant importance. This study explores the miraculous nature of Qur'anic predictions revealed during the Prophetic era (period of Prophet Muhammad ﷺ) and examines how these foretellings were realized in historical reality. The Qur'an presented various prophecies related to political, social, and religious developments—many of which appeared improbable at the time of revelation but were later fulfilled with remarkable accuracy. This paper focuses on selected examples such as the victory of the Romans over the Persians, the eventual dominance of Islam, and the defeat of its adversaries. By analyzing these instances within their historical context, the study argues that such precise foreknowledge lies beyond human capability, thereby affirming the divine origin of the Qur'an. Furthermore, the research highlights how these fulfilled prophecies served as a powerful means of strengthening faith among early Muslims

اعجاز القرآن کے غیبی پہلو دورِ نبوی سے متعلق پیشین گوئیاں: ایک اجمالی جائزہ

and as a compelling argument in (propagation of Islam). The study adopts a qualitative and analytical approach, drawing upon classical tafsir literature and historical sources to demonstrate the significance of the unseen aspects of the Qur'an as a central element of its miraculous nature.

Key Words: I'jaz al-Qur'an, Qur'anic Prophecies, Unseen Knowledge (Ghayb), Prophetic Era, Islamic Revelation Historical Fulfillment, Divine Miracle.

موضوع کا تعارف:

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری الہامی کتاب ہے، جو نہ صرف ہدایت کا سرچشمہ ہے بلکہ اپنے اندر بے شمار اعجازی پہلو بھی رکھتی ہے۔ ان اعجازی پہلوؤں میں سے ایک اہم اور نمایاں پہلو غیبی پیشین گوئیاں ہیں، جو قرآن کریم کی صداقت اور الوہیت پر واضح دلیل فراہم کرتی ہیں۔ اعجاز قرآن کا یہ پہلو اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ قرآن انسانی فکر کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک ایسی ہستی کا کلام ہے جو ہر زمان و مکان کے علم پر کامل قدرت رکھتی ہے۔

دورِ نبوی میں نازل ہونے والی کئی آیات قرآنی میں ایسے واقعات کی پیشین گوئی کی گئی جو اس وقت ناممکن یا غیر یقینی محسوس ہوتے تھے، مگر بعد میں وہ یقیناً اسی طرح وقوع پذیر ہوئے۔ ان پیشین گوئیوں میں سیاسی، عسکری، معاشرتی اور دینی میدانوں سے متعلق امور شامل ہیں، جیسے رومیوں کی فتح، اسلام کی غلبہ کی خبر، اور مخالفین اسلام کی ناکامی۔ یہ پیشین گوئیاں نہ صرف اپنے وقت کے حالات کے خلاف تھیں بلکہ ان کا پورا ہونا قرآن کے معجزہ ہونے کی روشن دلیل بن گیا۔ مزید برآں، قرآن کی یہ غیبی خبریں انسانی علم کی حدود سے ماورا ہیں، کیونکہ انسان مستقبل کے بارے میں یقینی علم نہیں رکھتا۔ اس لیے ان پیشین گوئیوں کا درست اور مکمل طور پر پورا ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ قرآن مجید ایک الہامی کتاب ہے۔ اسی بنا پر مفسرین اور علماء نے اعجاز قرآن کے اس پہلو کو خاص اہمیت دی ہے اور اسے دعوتِ اسلام کا ایک مضبوط ذریعہ قرار دیا ہے۔

یہ مقالہ اعجاز قرآن کے غیبی پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہوئے خاص طور پر دورِ نبوی سے متعلق پیشین گوئیوں کا تحقیقی مطالعہ پیش کرے گا، تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ قرآن کریم کس طرح اپنی سچائی اور الہامی حیثیت کو مختلف تاریخی شواہد کے ذریعے ثابت کرتا ہے۔

مکی دور سے متعلقہ اعجاز القرآن کے غیبی پہلو

مکی دور میں حضور اقدس ﷺ پر نازل ہونے والے قرآن کی متعدد آیات میں ایسی پیشین گوئیاں شامل ہیں جو بعد میں حرفِ پوری ہوئیں اور قرآن کے اللہ کا کلام ہونے کی زندہ شہادت بنیں۔ یہ پیشین گوئیاں اس بات کا ثبوت ہیں کہ قرآن کا علم صرف اسی ذات سے ہے جو غیب جانتا ہے، یعنی اللہ رب العزت ہی عالم الغیب ہے۔ اللہ کے پاس ہر علم کا حلقہ موجود ہے۔ ذیل میں مکی دور سے متعلق چند اہم غیبی پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

ابولہب کی ہلاکت اور جہنم میں جانے کی پیشین گوئی

"ابولہب کی ہلاکت اور جہنم میں جانے کی پیشین گوئی قرآن مجید کے اعجاز غیبی کا ایک انتہائی واضح، قطعی اور ناقابل

تردید ثبوت ہے۔ یہ پیشین گوئی اس لحاظ سے منفرد ہے کہ یہ ایک مخصوص شخص کے مستقبل کے بارے میں ہے، جو قرآن پر ایمان نہیں لایا تھا، اور اسے اپنے انجام سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔ اس کے باوجود وہ اپنی دشمنی پر قائم رہا اور وہی کچھ ہوا جو قرآن نے پہلے ہی بتا دیا تھا۔ پیشین گوئی سورہ المسد (یا سورہ تبت) میں موجود ہے۔ سورہ مکہ میں نازل ہونے والی ابتدائی سورتوں میں سے ہے۔

"تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ. مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ. سَبَصَصِلِيَ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ. وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ. فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ". (الہب: 111)

"ابو لہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹے اور وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا (اس کی اولاد)، اس کے کچھ کام نہ آئے۔ وہ عنقود شعلے والی آگ (جہنم) میں داخل ہو گا۔ اور اس کی بیوی (ام جمیل) بھی، جو (کاٹوں والی) لکڑیاں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں ڈالنے کے لیے) اٹھانے والی ہے۔ اس کے گلے میں خس و خاشاک کی بنی ہوئی رسی کا طوق ہو گا۔"

پیشین گوئی کا تناظر اور سیاق

ابو لہب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا۔ اس کا اصل نام 'عبد العزیٰ' تھا، لیکن اس کے خوبصورت چہرے کی وجہ سے اسے 'ابو لہب' (شعلوں والا) کہا جاتا تھا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زلی دشمن تھا اور اسلام کی تبلیغ کے آغاز کے ساتھ ہی اس نے آپ کی سخت مخالفت شروع کر دی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر کھڑے ہو کر قبیلہ قریش کو اسلام کی دعوت دی تو ابو لہب نے آپ کی توہین کی اور لوگوں کو آپ کی بات ماننے سے روکا۔

وہ اور اس کی بیوی ام جمیل (ابوسفیان کی بہن) ہر قدم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کرتے۔ ام جمیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے دار جھاڑیاں (خطب) پھینکا کرتی تھیں تاکہ آپ کو تکلیف ہو۔ اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں سے طلاق دلوا دی۔

انہی حالات میں، جب ابو لہب طاقت اور دولت میں مکہ کے ممتاز افراد میں سے تھا، یہ سورت نازل ہوئی جس میں اس کے انجام کی واضح تصویر کشی کر دی گئی۔

پیشین گوئی کی تفصیلی تحلیل

آیات میں کی گئی پیشین گوئی کے چند اہم پہلو درج ذیل ہیں:

"تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ"

(ابو لہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹے اور وہ ہلاک ہو گیا)

عربی میں "تَبَّ" کا مطلب ہے ہلاک ہونا، تباہ و برباد ہونا۔ "یداً" (ہاتھ) سے مراد اس کی قوت، طاقت، دولت اور اولاد ہے۔ یہ پیشین گوئی ہے کہ اس کی تمام تر طاقتیں اس کے کام نہ آئیں گی اور وہ ذلت و رسوائی کے ساتھ ہلاک ہو گا۔

"مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ"

نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس نے جو کچھ کمایا

"ہا کَسْبٌ" سے مراد اس کی اولاد ہے۔ یہ پیشین گوئی ہے کہ قیامت کے دن نہ تو اس کی بے پناہ دولت اسے عذاب سے بچا پائے گی اور نہ ہی اس کی اولاد (جس پر اسے ناز تھا) اس کے کچھ کام آئے گی۔

"سَيَصْلَى نَارًا إِذَا تَلَهَّبَ"

وہ دہکتی ہوئی آگ میں جائے گا

یہ واضح پیشین گوئی ہے کہ وہ مرنے کے بعد جہنم میں داخل ہوگا۔ یہ اس کے لیے "ابولہب" (شعلوں والے باپ) کے نام کی ایک دردناک معنویت بھی رکھتی ہے۔

"وَأَمْرًا أَنَّهُ حَمَّالَةٌ لِّحَطَبٍ"

اور اس کی بیوی، لکڑیاں اٹھانے والی

یہاں اس کی بیوی کے لیے بھی عذاب کی پیشین گوئی ہے۔ "حَمَّالَةٌ لِّحَطَبٍ" کا ایک مطلب تو وہ ہے جو راستے میں کانٹے دار جھاڑیاں چھینکتی تھی، اور دوسرا مطلب قیامت کے دن ہے جہاں وہ جہنم میں اپنے عذاب کا ایندھن (لکڑیاں) خود لے کر جائے گی۔

"فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ"

(اس کے گلے میں مسد (خس و خاشاک) کی رسی ہوگی)

یہ اس کی ذلت و رسوائی کی مکمل تصویر ہے۔ جنت میں لوگوں کے گلے میں سونے اور موتیوں کے ہار ہوں گے، جبکہ اس کے گلے میں آگ کے انگاروں سے بنا ہوا طوق یا خس و خاشاک کی رسی ہوگی۔

پیشین گوئی کی تاریخی جمیل

یہ پیشین گوئی نازل ہونے کے تقریباً دس سال بعد پوری ہوئی۔ واقعہ جنگ بدر (2 ہجری) کے بعد پیش آیا۔ جب کفار مکہ کو مسلمانوں سے شکست ہوئی تو ابو لہب خود جنگ پر نہیں گیا تھا، بلکہ اپنے ایک غلام 'عاص بن ہشام' کو اپنی طرف سے بھیج دیا تھا۔ شکست کی خبر سن کر ابو لہب کو انتہائی غصہ آیا۔ اس کے ساتھ ہی مکہ میں ایک وبائی بیماری (طاعون یا چیچک جیسا مرض) پھیل گیا۔ ابو لہب بھی اس مرض میں مبتلا ہو گیا۔ لوگ اس کی بیماری کی وجہ سے اس کے پاس جانے سے ڈرنے لگے۔ حتیٰ کہ اس کے اپنے خاندان والوں نے بھی اسے چھوڑ دیا۔

وہ انتہائی تکلیف دہ اور ذلت آمیز موت مرا۔ تاریخ کی کتب میں ہے کہ اس کی لاش کو تین دن تک کوئی دفن کرنے نہیں آیا۔ آخر کار اس کے بیٹوں نے کسی غلاموں سے اس کی بدبودار لاش کو ایک گڑھے میں دھکیلوا کر مٹی ڈلوائی۔ اس طرح اس کی موت بالکل "تَبَّتْ" (ہلاکت اور تباہی) کی صورت میں ہوئی۔

اس کی بیوی، ام جمیل، بھی اسی طرح ذلت کی موت مری۔ ایک روایت کے مطابق وہ ایک رات سوئی ہوئی تو اس کے اوپر

ایک مکان کا حصہ گر پڑا جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔ (السيرة النبوية، (1999ء)، ج 1: ص 382)

پیشین گوئی کا اعجازی پہلو

اس پیشین گوئی میں اعجاز کے چند نمایاں پہلو ہیں:

صریح اور غیر مشروط: پیشین گوئی میں کوئی شرط یا امکان (مثلاً "ہو سکتا ہے") نہیں ہے۔ یہ بالکل قطعی اور حتمی ہے۔ مخالف کے بارے میں: یہ پیشین گوئی ایک ایسے شخص کے بارے میں ہے جو اسلام کا دشمن تھا۔ اگر قرآن کے مصنف کو اس کے بارے میں کوئی شک ہوتا تو وہ ایسا خطرہ مول نہ لیتا۔

وقت کا تعین: پیشین گوئی کے نازل ہونے اور اس کے پورے ہونے کے درمیان دس سال کا طویل عرصہ تھا۔ اس طویل عرصے میں ابولہب کے پاس اسلام قبول کر کے اس پیشین گوئی کو جھوٹا ثابت کرنے کا پورا موقع تھا، لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ کو پہلے سے علم تھا کہ وہ ایمان نہیں لائے گا۔ لفظی مطابقت: لفظ "تَبَّ" (ہلاک ہوا) اس کی موت کی عین تصویر ہے۔

روم (بازنطینی سلطنت) کی فتح کی پیشین گوئی

روم (بازنطینی سلطنت) کی فتح کی پیشین گوئی قرآن مجید کی سورہ الروم کی ابتدائی آیات میں واضح طور پر موجود ہے۔ یہ پیشین گوئی نہ صرف تاریخی طور پر درست ثابت ہوئی بلکہ یہ مومنوں کے ایمان کو مضبوط کرنے اور قرآن کی صداقت کی ایک زندہ دلیل بھی ہے۔ قرآن مجید میں پیشین گوئی

سورہ الروم (30) کی آیات 2 تا 4 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"غَلَبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ. فِي بَضْعِ سِنِينَ. إِنَّهُمْ مِنْ قَبْلِ وَ مِنْ بَعْدِ وَيَوْمَئِذٍ يَقْرَعُ الْمُؤْمِنُونَ"

"روم (بازنطینی) شکست کھا گئے۔ (یہ شکست) زمین کے قریب ترین علاقے (یعنی شام کے علاقے) میں ہوئی ہے، اور وہ اپنی اس شکست کے بعد (فارس پر) ضرور غلبہ پائیں گے۔ چند سالوں میں (انجام کار اللہ کا ہے، پہلے بھی اور بعد میں بھی) اور اس دن مومن خوش ہوں گے۔" (الروم: 2-4)

تاریخی پس منظر اور پیشین گوئی کی تکمیل

یہ آیات تقریباً 615 یا 616 عیسوی میں نازل ہوئیں، اس وقت جب تاریخ کا ایک انتہائی اہم واقعہ پیش آیا تھا:

عیسائی بازنطینی سلطنت (روم) اور مجموعی فارسی سلطنت (فارس) کے درمیان طویل جنگ جاری تھی۔ 614 عیسوی میں فارسیوں نے بازنطینیوں کو فیصلہ کن شکست دی۔ انہوں نے یروشلیم پر قبضہ کر لیا، صلیب حقیقی کو اپنے ساتھ لے گئے اور مصر اور اناطولیہ (موجودہ ترکی) کے کچھ حصوں تک پر قبضہ کر لیا۔ یہ شکست عیسائی دنیا کے لیے ایک بہت بڑا صدمہ تھی۔

اس مایوس کن ماحول میں، جب کفار مکہ (جو فارسیوں کے حامی تھے) نے مسلمانوں کا مذاق اڑایا کہ جیسے عیسائی (اہل کتاب) فارسیوں سے ہارے ہیں، ویسے ہی تم (مسلمان) ہم سے ہار جاؤ گے، اللہ تعالیٰ نے یہ پیشین گوئی نازل فرمائی کہ روم اگلے چند سالوں میں دوبارہ غالب آجائیں گے۔

622 عیسوی میں، بازنطینی شہنشاہ ہرقل نے ایک زبردست جوابی حملہ شروع کیا۔ چند سالوں کے اندر ہی انہوں نے فارسیوں کو پیچھے دھکیلنا شروع کر دیا۔ 627 عیسوی میں نینوا کی فیصلہ کن جنگ میں بازنطینیوں نے فارسی فوج کو تباہ کن شکست دی۔ آخر کار 628 عیسوی میں فارسی سلطنت نے صلح کی درخواست کی اور تمام مقبوضہ علاقے واپس کر دیے۔ یوں

قرآن کی پیشین گوئی لفظاً لفظاً پوری ہو گئی۔

"بِضْعِ سِنِينَ"

چند سالوں میں

عربی زبان میں "بضع" عام طور پر تین سے نو یا دس سالوں کے درمیان کے عرصے کو کہا جاتا ہے۔ پیشین گوئی (615-616ء) سے لے کر تکمیل (624-625ء) کے قریب خبروں کے مکہ پہنچنے تک) کا عرصہ تقریباً نو سال کا تھا، جو "بضع" کی تشریح کے عین مطابق ہے۔

"أَذَى الْأَرْضِ"

زمین کے قریب ترین / نیچے علاقے میں

جدید جغرافیائی تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ وہ علاقہ جہاں جنگ ہوئی (بحر مردار کا علاقہ، شام کی وادیاں) درحقیقت زمین کی سطح سمندر سے سب سے نیچے سطحوں میں سے ایک ہے۔ یہ قرآن کا ایک اور علمی اعجاز ہے۔

احادیث میں ذکر

نبی کریم ﷺ نے بھی اس فتح کی خوشی کا اظہار فرمایا اور اسے مسلمانوں کے لیے ایک اچھی علامت قرار دیا۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا (جو پہلے ایک بازنطینی شہری کے ساتھ رہ چکی تھیں) روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا:

"هَذَا يَوْمٌ انْتَصَفَ فِيهِ الرُّومُ مِنَ الْعَجَمِ وَعِبَادُ اللَّهِ يُخْضِرُونَ بِرُومٍ"

"آج کے دن رومیوں نے عجم (فارس) پر غلبہ پایا ہے، اور اللہ کے بندوں (مسلمانوں) کو رومیوں (کی فتح) کے ذریعے نصرت دی جا رہی ہے۔" (البدایہ والنہایہ، ج 2، ص 113)

تفسیری آراء

ابن کثیر

تفسیر ابن کثیر میں لکھتے ہیں کہ یہ آیات قرآن کی عظیم پیشین گوئیوں میں سے ہیں۔ جب رومیوں نے فارسیوں پر غلبہ پایا تو یہ مومنوں کے لیے بہت بڑی خوشی کا باعث بنا، کیونکہ دونوں گروہوں (اہل کتاب اور مسلمانوں) پر مشرکین عرب اور مجوسی فارسی غالب نہ آسکے۔ (ابن کثیر، 2000ء، ج 6: ص 309)

طبری:

اپنی تفسیر میں جنگ کے تاریخی واقعات اور "بضع" کی مدت پر تفصیلی بحث کرتے ہیں اور اس بات پر زور دیتے ہیں کہ یہ اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہے۔ (طبری، 2009ء، ج 10: ص 150)

قرطبی:

وضاحت کرتے ہیں کہ یہ پیشین گوئی اس لیے بھی اہم ہے کہ یہ مشرکین مکہ کے مقابلے میں اہل کتاب (رومیوں) کی فتح کی خبر تھی، جو مسلمانوں کے لیے ایک تسلی اور ان کے ایمان میں اضافے کا سبب بنی۔ (القرطبی، 2006ء، ج 13: ص 321)

قرآن کی حفاظت کی پیشین گوئی

قرآن مجید کی حفاظت کی پیشین گوئی در حقیقت اللہ تعالیٰ کا ایک واضح وعدہ (Divine Promise) ہے جو قرآن ہی میں متعدد مقامات پر بیان ہوا ہے۔ یہ محض ایک پیشین گوئی ہی نہیں بلکہ ایک ایسا چیلنج ہے جس کی تکمیل چودہ سو سال سے نظر آرہی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی۔

قرآن مجید میں واضح وعدہ

اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے اور اسے تبدیلی و تحریف سے محفوظ رکھنے کا اعلان فرمایا ہے:

"إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ"

"بے شک ہم ہی نے اس ذکر (قرآن) کو نازل کیا ہے اور بے شک ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔" (الحجر: 9)

یہ آیت قرآن کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک قطعی اور غیر مشروط ضمانت ہے۔ لفظ "نَحْنُ" (ہم) اور پھر تاکید کے لیے "لَحَافِظُونَ" کا استعمال اس وعدے کی اہمیت اور حتمی نوعیت کو ظاہر کرتا ہے۔

احادیث میں اشارے اور تصدیق

نبی کریم ﷺ کی متعدد احادیث میں بھی اس بات کی تصدیق ملتی ہے کہ قرآن ہمیشہ محفوظ رہے گا اور اس میں کوئی تحریف نہیں ہوگی، جبکہ دیگر آسمانی کتابیں وقت کے ساتھ ضائع یا محرف ہو جائیں گی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ لَعَدُوَّهُمْ قَاهِرِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ إِلَّا مَا أَصَابَهُمْ مِنْ لُؤَاءٍ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرٌ مِنَ اللَّهِ وَهُمْ كَذَلِكَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَأَيْنَ هُمْ قَالَ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ وَأَيْنَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ"

"میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا، اپنے دشمن پر غالب رہے گا۔ جو ان کی مخالفت کرے گا وہ ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گا، سوائے اس تکلیف کے جو انہیں (مخالفت کی وجہ سے) پہنچے گی، یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آجائے اور وہ اسی حالت پر ہوں گے۔ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول، وہ کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بیت المقدس اور بیت المقدس کے مضافات میں۔" (مسند احمد: 10304)

علماء نے اس حدیث کی تشریح میں بیان کیا ہے کہ اس "طائفہ" کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ قرآن کے علم اور اس کی حفاظت کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"تَعَاهَدُوا هَذَا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَكُمُ أَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنْ الْإِبِلِ فِي عَقْلِهَا"

"اس قرآن کو (دل سے) تھامے رکھو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، یہ اونٹوں کے اونٹنیوں سے بندھن کھول کر بھاگنے سے بھی زیادہ تیزی سے (دلوں سے) نکل جاتا ہے۔" (صحیح بخاری: 4739)

اس حدیث میں امت کو قرآن کے سینوں میں محفوظ رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے، جو اس کے محفوظ رہنے کے ایک اہم ذریعے (حفظ) کی طرف اشارہ ہے۔

تاریخ میں پیشین گوئی کی تکمیل

قرآن کی حفاظت کی یہ "پیشین گوئی" یا وعدہ تاریخ میں حرف بہ حرف پورا ہوا ہے۔ اس کے لیے دو ذرائع استعمال ہوئے۔ ایک زبانی حفاظت۔ قرآن مجید دنیا کی واحد کتاب ہے جسے کروڑوں مسلمان زبانی یاد (حفظ) کرتے ہیں اور کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ہر دور میں ہزاروں حفاظ موجود رہے ہیں۔ اگر چھاپہ خانہ ایجاد نہ بھی ہوا ہوتا تو بھی قرآن محفوظ رہتا۔ دوسرا تحریری حفاظت، حضور نبی ﷺ کے دور میں ہی قرآن کو تحریری شکل میں محفوظ کرنے کا عمل شروع ہو گیا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں اسے ایک جلد (مصحف) میں جمع کیا گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں اس کی مستند نقلیں بنا کر تمام اسلامی صوبوں میں بھجوا دی گئیں۔

ان دو ذرائع کی وجہ سے قرآن مجید کت متن میں مستقل مزاجی آئی۔ آج دنیا کے کونے میں موجود قرآن کا متن بالکل یکساں ہے۔ نلھے، چھپائی، خط یا قرات میں اختلاف کے باوجود بنیادی متن میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ وہ معجزہ ہے جس کی نظیر دنیا کی کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتی۔

تفسیری آراء

ابن کثیر: **إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ** کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ یعنی ہم اسے تحریف اور تبدیلی سے بچائیں گے۔ یہ اس کی حفاظت میں سے ہے کہ اسے شیاطین کے وسوسوں اور غلط بیانی سے محفوظ رکھا گیا ہے۔ نیز اسے سینوں میں محفوظ اور صفحات پر ثبت کیا گیا ہے، جہاں اس کے حروف اور حرکات و سکنات سب محفوظ ہیں۔" (ابن کثیر، 2000، ج 4: ص 558)

صاحب طبری: **إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ** کی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

"ہم نے یہ قرآن نازل کیا اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں کہ اس میں کوئی زیادتی یا کمی کر دے، یا اس میں کوئی تحریف کرے۔" (الطبری، 2009، ج 7: ص 243)

علامہ سیوطی: اپنی کتاب "الاتقان فی علوم القرآن" میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"قرآن کے محفوظ ہونے کے طریقوں پر تفصیل سے بحث کرتے ہیں، جس میں زبانی نقل، تحریری جمع و تدوین، اور علماء کی جانب سے اس کی خدمت شامل ہے۔" (الاتقان فی علوم القرآن، 2008، ج 1: ص 162)

یہ ایک ایسی مستقل اور جاری پیشین گوئی ہے جس کا ثبوت ہر دور میں نظر آتا ہے۔ آج سے 1400 سال پہلے نازل ہونے والا یہ قرآن، حرف بحرف، لفظ بلفظ، اسی حالت میں محفوظ ہے جس میں نازل ہوا تھا۔ دنیا کا کوئی اور مذہبی صحیفہ اس دعوے پر پورا نہیں اترتا۔ اس کی حفاظت کا یہ معجزہ آج بھی جاری و ساری ہے اور قیامت تک رہے گا۔

اسلام کی عالمی فتح و غلبے کی پیشین گوئی

اسلامی تعلیمات میں مستقبل کے واقعات سے متعلق متعدد پیشین گوئیاں موجود ہیں، جن میں اسلام کی عالمی فتح و غلبے کے حوالے سے اشارات و کنایات ملتے ہیں۔ یہ پیشین گوئیاں قرآن مجید کی متعدد آیات میں موجود ہیں۔

قرآنی آیات اور تفاسیر
سورۃ النصر

"إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ" (النصر: 1)

سورۃ التوبہ

"هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ" (التوبہ: 33)

سورہ صف

"هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ" (الصف: 9)

سورہ الفتح

"هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا" (الفتح: 29)

تفسیری آراء

صاحب تفسیر ابن کثیر، نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ

"نصر اللہ" سے مراد اللہ کی مدد اور "الفتح" سے مراد مکہ کی فتح ہے، جبکہ بعض مفسرین اسے قیامت سے پہلے اسلام کے عمومی غلبے سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ (ابن کثیر، (1999ء)، ج 4، ص 598)

تفسیر الطبری:

الطبری نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اس دین کو تمام دیگر ادیان پر غلبہ عطا فرمائے، چاہے مشرکین کو یہ کتاب ہی ناگوار ہو۔" (الطبری، 2001، ج 10، ص 115)

احادیث اور تشریح

حدیث تمیم الدار بن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَتَبْلُغَنَّ هَذِهِ الْأُمَّةُ مَا بَلَغَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ، وَلَا يَخْزِيكَ اللَّهُ بَيْتَ مَدْرٍ وَلَا وَبَرٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ هَذَا الدِّينَ" (مسند احمد،

16957)

تشریح:

ابن تیمیہ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس میں اسلام کے عالمگیر ہونے کی پیشین گوئی کی گئی ہے، جہاں یہ

دین رات اور دن کی طرح ہر جگہ پھیل جائے گا۔ (ابن تیمیہ، 2005، ج 1، ص 234)

حدیث ثوبان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ زَوَىٰ لِي الْأَرْضَ فَرَأَيْتَ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زَوَىٰ لِي مِنْهَا" (صحیح مسلم، 2889)

تشریح:

امام النووی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس میں امت محمدیہ کے علاقائی توسع اور اسلامی حکومت کے پھیلاؤ کی

پیشین گوئی کی گئی ہے (النووی، 2001، ج 12، ص 209)۔

مذکورہ آیات و احادیث میں اسلام کے غلبے کی جو پیشین گوئیاں کی گئی ہیں، ان کی متعدد علماء نے مختلف انداز میں تشریح کی ہے۔

حقیقی غلبہ: بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ پیشین گوئیاں حقیقی معنوں میں پوری ہوں گی اور اسلام دنیا پر غالب آئے گا۔ (ابن خلدون، 2006، ج 1، ص 356)

اخلاقی و روحانی غلبہ: بعض مفسرین کے نزدیک یہ غلبہ سیاسی و عسکری کے بجائے اخلاقی اور روحانی غلبہ ہو گا۔ (القرطبی، 2003، ج 8، ص 122)

قیامت سے پہلے: بیشتر علماء کا اتفاق ہے کہ قیامت سے پہلے اسلام کا غلبہ ہو گا، جیسا کہ متعدد احادیث میں اشارات ملتے ہیں۔ (ابن حجر، 2004، ج 13، ص 75)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صرف چند عشروں میں اسلام عرب، ایران، روم (شام اور مصر) اور افریقہ تک پھیل گیا۔ آج دنیا کا دوسرا سب سے بڑا مذہب ہے اور اس کی نشر و اشاعت تیز ترین رفتار سے جاری ہے۔ یہ پیشین گوئی تاریخ کے اوراق میں واضح نظر آتی ہے۔

کئی دور میں نازل ہونے والی یہ پیشین گوئیاں قرآن مجید کے اعجاز کا ایک روشن پہلو ہیں۔ یہ اس بات کی قطعی دلیل ہیں کہ قرآن کا منبع کوئی انسان نہیں بلکہ وہ ذات ہے جس کا علم ماضی، حال اور مستقبل سب کو محیط ہے۔ یہ پیشین گوئیاں نہ صرف ماضی میں پوری ہو چکی ہیں بلکہ ان میں سے بعض (جیسے قرآن کی حفاظت) ایک مستقل معجزہ بنی ہوئی ہیں جو ہر دور کے انسان کے لیے اللہ کی قدرت اور قرآن کی سچائی پر ایمان لانے کا ایک زندہ ثبوت ہیں۔

مدنی دور سے متعلقہ اعجاز القرآن کے نبی پہلو

مدنی دور میں نازل ہونے والے قرآن مجید کے متعدد آیات میں نبی پیشین گوئیاں اور اعجازی پہلو پائے جاتے ہیں، جو قرآن کے اللہ کا کلام ہونے کی واضح دلیلیں ہیں۔ یہ پیشین گوئیاں نہ صرف قریبی مستقبل میں پوری ہوئیں بلکہ بعض تو طویل مدتی تاریخی حقائق پر محیط تھیں۔

فتح مکہ کی پیشین گوئی

قرآن مجید نے واضح طور پر فتح مکہ کی خبر دی، جو ایک عظیم نبی واقعہ تھا۔

لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْأَحْرَارَ إِذَا شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَهُمْ وَمُقَدِّرِينَ أَلْتَحْفَافُونَ
فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا

"بیشک اللہ نے اپنے رسول (ﷺ) کو سچا خواب دکھایا تھا کہ تم اللہ کے حکم سے مسجد حرام میں ضرور داخل ہو گے، بالکل بے خوف و اضطراب، اپنے سر منڈواتے ہوئے اور بال کترواتے ہوئے، تمہیں کسی کا خوف نہ ہو گا۔ پس اللہ نے وہ (فتح) جان لی جسے تم نہ جانتے تھے، سو اس (فتح مکہ) کے سوا ایک قریبی فتح (فتح خیبر) رکھ دی" (الفتح: 27)

خبری اعجازی پہلو

یہ آیت صلح حدیبیہ کے موقع پر (6 ہجری) نازل ہوئی، جب مسلمان مکہ داخل ہوئے بغیر واپس آگئے تھے اور ظاہری

طور پر یہ معاہدہ مسلمانوں کے حق میں کمزور نظر آتا تھا۔ لیکن قرآن نے اسے "فتح مبین" قرار دیتے ہوئے فتح مکہ کی واضح خوشخبری دے دی، جو بالکل ٹھیک دو سال بعد (8 ہجری) میں پوری ہوئی۔ یہ ایک صریح غیبی خبر تھی۔

اہل کتاب کی طرف رغبت اور سجدہ

قرآن مجید نے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے ایک گروہ کے ایمان لانے اور قرآن کے سامنے سجدہ ریز ہونے کی خبر دی۔
 "وَلْتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةَ الَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَتَلُوا نَبِيَّكُمْ وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ.
 وَإِذَا سَمِعُوا مَآئِدًا مِّنَ الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مَنَاحِرًا وَهُمْ يُسَلِّفُونَ لَكَ وَمَا غَنَىٰ عَنْكَ اللَّهُ فَاكْتُمُوا صَاحِبَكُمْ وَتَعْلَمُونَ مَوَدَّةَ الَّذِينَ هُمْ يَكْتُمُونَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ"
 "اور آپ (ﷺ) ایمان والوں سے دوستی میں ان (اہل کتاب) سے زیادہ قریب پائیں گے جنہوں نے کہا کہ ہم نصرانی ہیں۔ یہ اس لیے کہ ان میں سے (کچھ) علماء اور زاہد (بھی) ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ اور جب وہ اس (کلام) کو سنتے ہیں جو رسول (ﷺ) کی طرف نازل کیا گیا ہے تو آپ (ﷺ) ان کی آنکھیں دیکھیں گے کہ آنسوؤں سے بہ رہی ہیں، اس حق کو پہچان کر جو انہیں معلوم ہوا۔ وہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے، پس ہمیں (حق کے) گواہوں کے ساتھ لکھ لیجئے۔" (المائدہ: 82-84)

خبری اعجازی

یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ مدینہ منورہ میں حضرت نجاشی کے دربار سے تعلق رکھنے والے عیسائیوں کا ایک وفد آیا۔ انہوں نے نبی ﷺ سے قرآن سنا تو حق پہچان لیا اور روپڑے اور اسلام قبول کر لیا۔ یہ واقعہ تاریخ میں مسلم ہے اور اس پیشین گوئی کی زندہ تصدیق ہے۔

دونوں بڑی سلطنتوں (فارس و روم) کی ہلکت اور مسلمانوں کی فتح کی خبر

مدنی دور میں ہی اس بات کی پیشین گوئی کی گئی کہ مسلمان ان دو عظیم طاقتوں (فارس و روم) کے خلاف فتح یاب ہوں گے۔ آیت (سورہ الروم کی پیشین گوئی کی تکمیل): مکہ میں نازل ہونے والی سورہ الروم کی پیشین گوئی (روم کی فارس پر فتح) مدنی دور میں پوری ہوئی، جس کا ذکر پچھلے جواب میں ہو چکا ہے۔ یہ پیشین گوئی مسلمانوں کے لیے ایک بڑی طاقت کے خلاف فتح کی نوید تھی۔

"وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفْنَا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا"

"تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے، اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا، جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا۔ اور ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوطی سے قائم کر دے گا جسے اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے۔ اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے" (النور: 55)

خبری اعجازی

یہ وعدہ نبی ﷺ کی زندگی میں ہی فتح مکہ، حجۃ الوداع اور عرب میں اسلام کے غلبے کی صورت میں پورا ہونا شروع ہو

اعجاز القرآن کے نبی پہلو دور نبوی سے متعلق پیشین گوئیاں: ایک اجمالی جائزہ

گیا۔ آپ ﷺ کے بعد خلفاء راشدین کے دور میں یہ پیشین گوئی اپنے عروج پر پہنچی، جب مسلمانوں نے روم اور فارس کی عظیم سلطنتوں کو شکست دے کر زمین پر اللہ کے دین کو غالب کیا۔ یہ ایک طویل المدتی نبی وعدہ تھا جو تاریخ کے اوراق میں ثبت ہو چکا ہے۔

منافقین کے شر سے محفوظ رہنے کی خبر

قرآن مجید نے منافقین کے بارے میں تفصیل سے بتایا اور یہ پیشین گوئی کی کہ وہ نبی ﷺ کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔
 "وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا بَرَأُوا مِنْ عِبَدِكَ بَدَّتَ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبِيدُونَ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ
 وَتَوَلَّىٰ عَلَى اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا. أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا"

"اور (منافق) کہتے ہیں کہ (اے نبی!) ہم آپ کی اطاعت کرتے ہیں، لیکن جب وہ آپ کے پاس سے نکلتے ہیں تو ان میں سے ایک گروہ راتوں رات (ایسی) بات سوچتا (اور کرتا) ہے جو وہ (زبانی) کہتا نہیں۔ اور اللہ ان کی شب خون مارنیاں لکھتا رہتا ہے، سو آپ ان سے درگزر فرمائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں، اور اللہ کارساز ہے۔ کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یہ اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔" (النساء: 81، 82)

خبری اعجاز

قرآن نے منافقین کے تمام بھید کھول دیے، ان کی سازشیں بے نقاب کر دیں، لیکن وہ نبی ﷺ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے، بالکل اسی طرح جیسے قرآن نے فرمایا تھا۔ یہ ایک عملی اعجاز تھا کہ دشمن کے تمام منصوبے ناکام ہو گئے۔

مسجد ضرار

مسجد ضرار کی تعمیر اور اس کے بارے میں قرآن مجید کی تزیل، مدنی دور کے اہم واقعات میں سے ایک ہے۔ یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کے علم غیب ہونے کی واضح دلیل اور منافقین کی سازشوں کو بے نقاب کرنے والا ایک عظیم معجزہ ہے۔

واقعہ کا پس منظر

9 ہجری میں، نبی اکرم ﷺ تبوک کی Expedition سے واپس تشریف لارہے تھے۔ مدینہ سے تقریباً ایک منزل پہلے "ذی اوان" نامی مقام پر قبیلہ بنو عمرو بن عوف کے لوگوں نے آپ ﷺ کو روکا اور درخواست کی کہ آپ ان کی ایک نئی تعمیر شدہ مسجد میں نماز پڑھیں تاکہ اس کی برکت ہو اور وہاں ان کے علاقے کے بوڑھے اور بیمار لوگ نماز ادا کر سکیں۔

آپ ﷺ نے نماز پڑھنے سے انکار کر دیا اور واپس چلے گئے۔ مدینہ پہنچنے کے بعد، سورہ توبہ کی آیات 107-110 نازل ہوئیں، جن میں اس مسجد کی حقیقت اور اس کے تعمیر کرنے والوں کے مقاصد کو واضح کیا گیا۔

قرآن مجید میں ذکر

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضَرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِزْوَادًا لِلْإِنِّمَنِ حَارَبَ اللَّهُ وَسُؤْلَهُ مِنْ قَبْلُ وَلَيَخْلِفَنَّ إِنَّ
 أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْبَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ. لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لِمَسْجِدٍ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُمْ فِيهِ فِيهِ
 رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَّهَرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ. أَلَمْ يَنْسِ بَنِيانَهُ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانِ خَيْرًا أَمْ مَنْ أَسَّسَ بَنِيانَهُ عَلَى
 شَقَا جُرْفٍ هَارٍ فَأَنْهَارُ بِهِ فِي نَارٍ جَهَنَّمَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ. لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ
 تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

"اور (یہ سزا) ان لوگوں (کے لیے بھی) ہے جنہوں نے ایک مسجد (اس غرض سے) بنائی تاکہ (مسلمانوں کو) نقصان پہنچائیں اور (ان کے درمیان) کفر (کو فروغ دیں) اور مومنوں میں تفرقہ ڈالیں اور (یہ) اس شخص کے لیے کمین گاہ بنائیں جو اس سے پہلے اللہ اور اس کے رسول سے لڑ چکا ہے۔ اور وہ قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصد نیکی کے سوا کچھ نہیں تھا، مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔ آپ (ﷺ) ہرگز اس (مسجد) میں (نماز کے لیے) نہ کھڑے ہوں۔ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن ہی سے تقویٰ پر رکھی گئی تھی، اس کا (نماز کے لیے) کھڑا ہونا زیادہ حق رکھتی ہے۔ اس (مسجد قبا) میں ایسے لوگ (نماز پڑھتے) ہیں جو پاک رہنا پسند کر رہے ہیں، اور اللہ پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ بھلا جو شخص اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے تقویٰ اور اس کی رضا پر رکھے وہ بہتر ہے یا وہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ایک گٹھنے والے کنارے پر رکھی پھر وہ اسے لے کر دوزخ کی آگ میں گر پڑا؟ اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہ عمارت جو انہوں نے بنائی ہے، ہمیشہ ان کے دلوں میں ایک شک (کا باعث) بنی رہے گی، یہاں تک کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں، اور اللہ سب کچھ جاننے والا، حکمت والا ہے۔" (التوبہ: 107-110)

احادیث میں واقعہ کی تفصیل

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ الَّذِي كَانَ يَتَّبِعُكَ حَتَّىٰ إِذَا كَانَ بِذِي أَوَانَ - وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَدِينَةِ سَاعَةٌ مِنْ نَهَارٍ - أَتَاهُ نَاسٌ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا مَسْجِدٌ نَابَتِنَاهُ لِلصَّلَاةِ وَلِإِلَاقَةِ مَطَرٍ، وَإِنَّا نَحْبُ أَنْ نَأْتِيَنَا فَنُصَلِّيَ فِيهِ. فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي. فَاتَّبَعْنَاهُ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: "أَيْ مَسْجِدٍ هَذَا؟" قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا مَسْجِدُ بَنِي عَمْرٍو بْنِ عَوْفٍ. فَقَالَ: "هَذَا مَسْجِدُ الضَّرَارِ، أَمْرٌ بِهِذَا الْمَسْجِدِ أَنْ لَا أُصَلِّيَ فِيهِ". قَالَ: فَقَامَ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَتَهْدِمُهُ؟ قَالَ: "لَا، إِنَّهُ سَيَأْتِي بَعْدِي قَوْمٌ يَهْدِمُونَهُ هَذَا، وَيَبْنُونَ مَسْجِدًا يَبْنُونَهُ عَلَى التَّقْوَى، وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَهُمْ يَبْنُونَهُ، فَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ ذِي الْقُصُورِ". فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْأَعْمَالُ بِالْيَتِيمَاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ أَمْرٍ مَا تَوَى".

"رسول اللہ ﷺ تبوک کے سفر سے واپس ہوئے یہاں تک کہ جب آپ ذی اوان کے مقام پر پہنچے (جو مدینہ سے ایک گھنٹے کے فاصلے پر ہے) تو کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! یہ ہماری مسجد ہے جسے ہم نے نماز، رات کے وقت اور بارش کے لیے بنایا ہے، اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں اور اس میں نماز پڑھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوا کر وضو کیا اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے، ہم بھی آپ کے ساتھ ہو لیے۔ جب آپ ﷺ نے نماز پوری کی تو فرمایا: "یہ کون سی مسجد ہے؟" انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ بنو عمرو بن عوف کی مسجد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ مسجد ضرار ہے، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس مسجد میں نماز نہ پڑھوں۔" آپ ﷺ کے چند صحابہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اسے گرا دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، میرے بعد ایسی قوم آئے گی جو اسے گرا دیں گی اور ایک مسجد تعمیر کریں گے جسے وہ تقویٰ پر تعمیر کریں گے، اور اللہ تعالیٰ ان کی طرف دیکھ رہا ہوگا جب وہ اسے تعمیر کر رہے ہوں گے، اور وہ (نیا مسجد) محلات سے بھی بہتر ہوگا۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اعجاز القرآن کے نبی پہلو دور نبوی سے متعلق پیشین گوئیاں: ایک اجمالی جائزہ

"اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔" (مسند احمد،: 13916)

تفسیری آراء

مسجد ضرار کے مقاصد

مفسرین نے اس مسجد کے بنانے کے چار بنیادی مقاصد بیان کیے ہیں، جو قرآن میں مذکور ہیں: ضراراً: مسلمانوں کو نقصان پہنچانا۔ کفرراً: کفر کو تقویت دینا۔ تفریقاً بین المؤمنین: مؤمنین کے درمیان تفرقہ ڈالنا۔ إحصاداً لمن حارب اللہ ورسولہ: اس شخص کے لیے کمین گاہ بنانا جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑ چکا تھا (یعنی ابو عامر الراءب، ایک منافق راہب)۔

(ابن کثیر، (2000)، ص 458)

مسجد قبا کی فضیلت

اس کے برعکس، مسجد قبا کو "مسجد اسست علی التقویٰ من اول یوم" (وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن ہی سے تقویٰ پر رکھی گئی) قرار دیا گیا۔ اس سے مراد وہ مسجد ہے جو نبی ﷺ نے ہجرت کے موقع پر قبا میں تعمیر فرمائی تھی۔ (القرطبی، (2003)، ص 289)

نیت کی اہمیت

اس واقعہ پر نبی ﷺ کا یہ فرمان "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" (اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے) اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے، جو ہر عمل کی قبولیت کی شرط ہے۔ (محمد بن اسماعیل البخاری، 1997، نمبر 1)

واقعہ کا انجام

نبی ﷺ کے حکم کے مطابق، آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی اس مسجد کو منہدم کرنے کا حکم دیا گیا۔ حضرت مالک بن الد عتسم اور حضرت معن بن عدی رضی اللہ عنہما نے اسے جلا کر رکھ کر دیا۔ مسجد ضرار کا واقعہ درج ذیل امور پر روشنی ڈالتا ہے: نیت کی اہمیت: ظاہری طور پر نیک کام (جیسے مسجد تعمیر کرنا) بھی اگر نیک نیت سے کیا جائے تو اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں ہے۔ منافقین کے طریقہ کار: منافقین ہمیشہ سے مسلمانوں کے اندر تفرقہ ڈالنے اور انہیں نقصان پہنچانے کے لیے نیک کاموں کے بھیس میں سازشیں کرتے رہے ہیں۔

قرآن کا اعجاز: قرآن مجید نے نہ صرف ایک سازش کو بے نقاب کیا بلکہ مستقبل میں اس کے انجام کی بھی خبر دے دی۔ علم الغیب: یہ واقعہ نبی ﷺ کے علم غیب پر دلالت کرتا ہے، جو آپ ﷺ کی رسالت کی سچائی کی ایک زندہ دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں منافقین کے شر سے محفوظ رکھے۔

نتائج:

اس تحقیق کے نتائج سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے نبی پہلو، بالخصوص دور نبوی میں بیان کی گئی پیشین گوئیاں، اعجاز قرآن کا ایک نہایت اہم اور نمایاں جز ہیں۔ منتخب قرآنی پیشین گوئیوں کے تجزیے سے درج ذیل اہم نکات سامنے آتے ہیں: اولاً، یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قرآن کی پیشین گوئیاں مبہم یا محض علامتی نہیں تھیں، بلکہ واضح، معین اور اپنے عہد کے

حالات کے عین مطابق تھیں۔ مثال کے طور پر رومیوں کی فارس پر فتح کی پیشین گوئی ایسے وقت میں کی گئی جب اس کا وقوع بظاہر ناممکن دکھائی دیتا تھا، مگر وہ مقررہ مدت میں پوری ہوئی۔ یہ دقت اور صحت انسانی انداز فکر سے بالاتر ہے۔

ثانیاً، تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان پیشین گوئیوں کا نزول ایسے حالات میں ہوا جب مسلمان کمزور اور غیر یقینی صورتحال سے دوچار تھے، اس کے باوجود قرآن نے اسلام کے غلبہ اور کامیابی کی خبر دی، جو بعد میں تاریخی طور پر پوری ہوئی۔ یہ امر اس بات کی دلیل ہے کہ یہ علم کسی انسانی ذریعے کا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہے۔

ثالثاً، ان پیشین گوئیوں کی تکمیل نے ابتدائی مسلمانوں کے ایمان کو مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ واقعات قرآن کی صداقت اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی سچائی کا عملی ثبوت بنے، جس سے اہل ایمان کے یقین میں اضافہ ہوا۔

مزید برآں، تحقیق یہ واضح کرتی ہے کہ قرآن میں غیب کا علم اسلامی عقیدے کے عین مطابق ہے، جس کے مطابق غیب کا کامل علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ لہذا قرآن کی درست پیشین گوئیاں دراصل علم الہی کا مظہر ہیں، نہ کہ انسانی قیاس آخر میں، یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید کی غیبی پیشین گوئیاں اس کے البہامی ہونے کی مضبوط دلیل ہیں۔ یہ نہ صرف تاریخی بلکہ عقلی اعتبار سے بھی قرآن کے معجزہ ہونے کو ثابت کرتی ہیں اور آج بھی دعوتِ اسلام کے ایک مؤثر ذریعہ کے طور پر اپنی اہمیت برقرار رکھتی ہیں۔



This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

1. ابن تیمیہ (2005). مجموع الفتاویٰ. بیروت: دار الکتب العلمیہ.
2. ابن حجر عسقلانی، (2004). فتح الباری. قاہرہ: دار السلام.
3. ابن خلدون، ع. (2006). مقدمہ ابن خلدون. بیروت: دار الکتب العلمیہ.
4. ابن کثیر، (2000)، ابوالفداء اسماعیل. (1999). تفسیر القرآن العظیم. ریاض: دار طیبہ والنشر والتوزیع.
5. Ayub, Shahzada Imran, Saad Jaffar, and Asia Mukhtar. "ENGLISH-CHALLENGES CONFRONTED BY CONTEMPORARY MUSLIM WORLD AND THEIR SOLUTION IN THE LIGHT OF SEERAH." *The Scholar Islamic Academic Research Journal* 6, no. 1 (2020): 379-409.
6. ابن کثیر، (2000)، ابوالفداء اسماعیل. (1999). البدایۃ والنہایۃ، مکتبہ المعارف بیروت 1990.
7. ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، تحقیق: مصطفیٰ القانونی، دار المعارف، قاہرہ، (1999ء)
8. Jaffar, Dr Saad, Dr Muhammad Waseem Mukhtar, Dr Shazia Sajid, Dr Nasir Ali Khan, Dr Faiza Butt, and Waqar Ahmed. "The Islamic And Western Concepts Of Human Rights: Strategic Implications, Differences And Implementations." *Migration Letters* 21 (2024): 1658-70.
9. أحمد بن حنبل، (2001). مسند الإمام أحمد. قاہرہ: مؤسسة قرطبہ

اعجاز القرآن کے نبی پہلو دور نبوی سے متعلق پیشین گوئیاں: ایک اجمالی جائزہ

10. امام قرطبی، الجامع لأحكام القرآن (تفسیر القرطبی)، تحقیق: عبدالرزاق المہدی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، (2003ء)
11. البخاری، محمد بن اسماعیل، (1999)، صحیح البخاری، بیروت، دار طوق النجاة۔
12. Ayub, Shahzada Imran, Saad Jaffar, and Asia Mukhtar. "ENGLISH-CHALLENGES CONFRONTED BY CONTEMPORARY MUSLIM WORLD AND THEIR SOLUTION IN THE LIGHT OF SEERAH." *The Scholar Islamic Academic Research Journal* 6, no. 1 (2020): 379-409.
13. جلال الدین السیوطی، الإقنان فی علوم القرآن، تحقیق: مرکز المخطوطات، دار ابن کثیر، دمشق / بیروت، (2008ء)
14. الطبری، ابو جعفر محمد بن جریر۔ (2001). جامع البیان عن تأویل آی القرآن. قاہرہ: حبر للطباعة والنشر والتوزیع
15. مسلم، مسلم بن الحجاج، (1999)، صحیح مسلم، بیروت، دار احیاء التراث العربی۔
16. Jaffar, Saad, Muhammad Ibrahim, Faizan Hassan Javed, and Sonam Shahbaz. "An Overview Of Talmud Babylonian And Yerushalmi And Their Styles Of Interpretation And Legal Opinion About Oral Tradition." *Webology* 19, no. 2 (2022).
17. مودودی، سید ابوالاعلیٰ۔ (1998) تقسیم القرآن۔ لاہور: ادارہ ترجمان القرآن۔